خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ)　　--- s ---　　مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کے ساتھ حسنِ عقیدت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَالَّذِيْنَ جَآؤُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ o (الحشر۔۱۰)

محترم حاضرین و برادران اسلام!

ربط خطبات

میں نے گزشتہ جمعہ کے موقع پر سورۃ التوبہ اور سورۃ الحشر کی آیاتِ مبارکہ کی روشنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی دو جماعتوں کا ذکر کیا تھا جن کو امت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے، اور درجے اور مرتبے کے لحاظ سے ان کو باقی امت پر سبقت حاصل ہے، یہ مہاجرین اور انصارِ مدینہ کے طبقات ہیں، جو باقی امت کے لیے مقتداء اور پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کی فضیلت کا ذکر کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی تعریف اور فضیلت بیان کی ہے، اس بات کا ذکر بھی میں گزشتہ خطبہ جمعہ میں آپ کے گوش گزار کر چکا ہوں۔

اصحابِ محمدؐ کے ساتھ حسنِ عقیدت

چونکہ اصحاب محمدؐ کے ساتھ محبت وعقیدت کا معاملہ اہل ایمان کے اعتقاد کا ہے، لہٰذا اس کی تفصیلات حسب ضرورت موقع اور محل کے لحاظ سے بیان کر دی جاتی ہیں، موجودہ دور میں بعض لوگ اصحاب رسولؐ کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتے بلکہ ان کو برا بھلا بھی کہتے ہیں، بعض تو صحابہ کرامؓ کو ایمان سے خارج اور بعض مرتد اور منافق سمجھتے ہیں اور ان پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں، لہٰذا ضروری ہو جاتا ہے کہ اہل ایمان کو حقیقت سے

آگاہ کردیا جائے تاکہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کرسکیں اور مذکورہ لوگوں کے غلط پراپیگنڈا اوران کی گمراہی سے متاثر نہ ہوں، اصحاب کرامؓ کے بارے میں بدگمانی کرنے والے دنیا سے جاتے وقت اپنا ایمان صحیح سلامت نہیں لے جائیں گے بلکہ آگے چل کر نقصان اٹھائیں گے، لہٰذا ضروری ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں خوش عقیدگی رکھی جائے، ان کی عزت واکرام کیا جائے اوران کواچھائی کے ساتھ یاد کیا جائے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ہر اہل ایمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی زبان سے صحابہؓ کے مناقب و فضائل کے سوا کوئی بات نہ نکالیں، ایسی کوئی بات نہ کریں جس سے ان کی مذمت یا برائی کا پہلو نکلتا ہو، صحابہ کرامؓ مجموعی حیثیت سے امت کے ممتاز لوگ تھے، بالخصوص مہاجرین اور انصار کا ایمان، اخلاص، کارگزاری اوران کے کارنامے اللہ کے ہاں بڑا درجہ اور مرتبہ رکھتے ہیں، اللہ نے قرآن میں ان کی تعریف کی ہے اور بعد والے لوگوں کو بھی یہی بات سمجھائی ہے کہ وہ اصحاب رسولؐ کے بارے میں بجز تعریف کے کوئی بات زبان سے نہ نکالیں، جب بھی کسی صحابی کا نام آئے تو رضی اللہ عنہ کہیں یعنی اللہ اُن سے راضی ہوا، ان کے لئے دعائے خیر کریں، ان کی اقتداء کریں اور ان کی سیرت اختیار کریں کہ یہی چیز کامیابی کی علامت ہے۔

خیرالقرون

حضور علیہ السلام نے مجموعی طور پر بھی اس طرح بات سمجھائی ہے کہ اکرموا اصحابی لوگوں میرے صحابہ کرامؓ کی عزت کو فانھم خیارکم کیونکہ وہ تم میں سے منتخب اور برگزیدہ لوگ ہیں، تم ان کے مرتبے اور شان کو نہیں پہنچ سکتے، صحابہؓ کے بعد ان سے ملنے والے لوگوں کا مرتبہ ہے، صحابی تو وہ ہوتا ہے جس نے حضور علیہ السلام کو ایمان کی حالت میں دیکھا ہو اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ بھی ہوا ہے، اور پھر حضورؐ کے صحابہؓ کو دیکھنے والے، ان سے ملاقات کرنے والے لوگ تابعی کہلاتے ہیں، آپؐ نے فرمایا خیرالقرون قرنی ثم الذین یلونھم یعنی بہترین زمانہ میرا ہے یعنی وہ دور جس میں میں اور میرے صحابہ کرامؓ دنیا میں موجود رہے، پھر اس کے بعد دوسرا دوران لوگوں کا ہے جو میرے صحابہؓ سے ملنے والے ہیں، جن کو تابعین کے لقب سے پکارا جاتا ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا ثم الذین یلونھم پھر تیسرا دوران لوگوں کا ہے جو تابعین سے ملنے والے ہیں اور جن کو تبع تابعین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ تین طبقات یعنی صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے ادوار خیرالقرون کہلاتے ہیں یعنی مجموعی طور پر ان ادوار کے لوگ اچھے تھے، تاہم انفرادی لحاظ سے ان میں بعض برے اور ظالم لوگ بھی تھے۔

صحابہ کرامؓ کی حضورؐ سے رفاقت

امام مسلمؒ کی تحقیق کے مطابق صحابہ کرامؓ کا زمانہ پہلی صدی کے آخر تک کا ہے جب کہ مکے میں رہنے والے آخری صحابی ابوطفیلؓ فوت ہوئے، امام صاحبؒ کہتے ہیں کہ ان کے بعد کسی صحابی کا کسی مقام پر بھی پتہ نہیں چلتا، البتہ دوسرے محدثین کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری صحابی ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے، گویا مجموعی طور پر یہ صحابہ کرامؓ کا زمانہ ہے جو ۱۱۰ھ تک دنیا میں موجود رہے، ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جنھوں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ لمبا عرصہ رفاقت کی، آپؐ سے قرآن سیکھا، علم حاصل کیا، آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور بڑی خوبی حاصل کی، حدیث میں بعض ان صحابہؓ کا ذکر بھی ملتا ہے جنھوں نے صرف ایک ہی دفعہ حضورؐ کی خدمت میں حاضری دی، جب اسلام کا چرچا دور دور تک ہونے لگا تو یہ لوگ سینکڑوں میل کا سفر کر کے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ نوجوان آدمی تھے اور بیس دن تک حضور علیہ السلام سے شرف باریابی حاصل کرتے رہے۔ پھر آپؐ نے دریافت کیا، کیا تمہارے بال بچے بھی ہیں تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا، اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے وطن کی طرف چلے جاؤ، چنانچہ وہ لوگ لوٹ گئے اور پھر ان کو حضور علیہ السلام سے ملاقات کا موقع نہیں ملا۔

بعض اصحاب کرامؓ ایسے بھی تھے جو سال بھر آپ کی خدمت میں رہ کر دین سیکھتے رہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ جیسے لوگ بھی تھے جو پہلے دن ہی سے آپ کی معیت میں رہے، یہ وہ خوش نصیب حضرات تھے جو شب و روز آپ کے ساتھ رہے، آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے، اور آپ سے تربیت حاصل کرتے تھے، بعض اصحابؓ کو سال کے بعد شرفِ ملاقات حاصل ہوتا تھا، بعض نے ایک ہی مجلس میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی، پھر زندگی بھر موقع نہ ملا، عبدالرحمٰن نامی آدمی کا ذکر بھی حدیث میں ملتا ہے، وہ دور کے رہنے والے تھے، اللہ نے ایمان کی دولت نصیب فرمائی تو حضور علیہ السلام کی زیارت کیلئے گھر سے مدینہ کے سفر کیلئے چل پڑے مگر آپؐ کی زیارت حاصل نہ ہوسکی کیونکہ ان کے مدینہ پہنچنے سے پہلے آپؐ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، یہ تابعین میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ حضورؐ کے صحابہ کرامؓ سے ملاقاتیں کیں، اس وقت تک اسلام دنیا کے تمام متمدن خطوں سندھ، خراسان اور چین تک پہنچ چکا تھا مگر کوئی صابی دنیا میں باقی نہیں تھا۔

تابعینؒ کا دور

حضور علیہ السلام کے صحابہؓ کے دیکھنے والا دوسرا طبقہ تابعین کا ہے جس میں حضرت حسن بصریؒ، سعید بن مسیّبؒ اور سعید بن جبیرؒ جیسے عظیم المرتبت امام، محدث، پیشوا، مقتدا، فقیہہ اور مجتہد لوگ شامل ہیں، یہ لوگ علم کے پہاڑ تھے اور اللہ نے ان کو بڑے بڑے مرتبے عطاء کئے، یہ حضور علیہ السلام کو تو نہیں دیکھ سکے، البتہ آپ کے صحابہ کرامؓ کو دیکھا اور ان سے فیض حاصل کیا، یہ تابعین کہلاتے ہیں، جن کا دور ۲۱۰ھ یعنی تیسری صدی ہجری کے آغاز میں ختم ہو گیا۔

تبع تابعینؒ کا زمانہ

اس کے بعد تبع تابعین کا زمانہ آتا ہے یعنی ان لوگوں کا دور ہے جنہوں نے تابعین کو دیکھا، یہ زمانہ مجموعی حیثیت سے تو اچھا ہی تھا اور خیر القرون ہی میں شامل ہے، تاہم شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اس دور کے اکثر لوگ اچھے تھے لیکن یزید اور حجاج جیسے فاسق اور غلط کار لوگ بھی تھے، یہ لوگ بھی تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں ہوئے ہیں، بعض ظالم اور جبار لوگ بھی خیر القرون میں ہوئے ہیں، مگر مجموعی طور پر ان ادوار کے لوگ اچھے تھے، ان ادوار میں اتنا شر نہیں آیا جتنا بعد میں پیدا ہو گیا۔

جھوٹ کا دور

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خیر القرون کے بعد یظھر الکذب جھوٹ ظاہر ہو جائے گا، یعنی سچائی والے کم اور جھوٹ بولنے والے لوگوں کی اکثریت ہو جائے گی حتیٰ کہ کوئی آدمی خود بخود قسم اٹھائے گا حالانکہ اس کو قسم اٹھانے کے لیے کہا بھی نہیں جائے گا، اور وہ اس بات کی پرواہ بھی نہیں کرے گا کہ وہ جھوٹی قسم اٹھا رہا ہے یا سچی، معمولی مفاد حاصل کرنے کیلئے لوگ عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں دیں گے۔ غرضیکہ خیر القرون کے بعد اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں گے، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حالات تو بدلتے رہیں گے مگر اسلام تا قیامت دنیا میں موجود رہے گا، اللہ کا کلام قرآن بھی موجود ہوگا، دین پر عمل کرنے والے لوگ بھی ہوں گے اگرچہ کمزور اور مغلوب ہوں گے مگر ختم نہیں ہوں گے۔

جماعت سے وابستگی

حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا من اراد بحبوبة الجنة فلیزم الجماعة جو شخص چاہتا ہے کہ وہ جنت کے بیچ میں پہنچ جائے اسے چاہئے کہ وہ جماعت کو لازم پکڑے اور اس سے الگ نہ ہو، جماعت سے مراد حضور

علیہ السلام کے صحابہؓ، تابعینؒ، نیز تبع تابعینؒ اور نیک اور ایماندار لوگوں کی جماعت ہے، اگر اس جماعت سے الگ ہوگا تو خیالات اور عقائد بدل جائیں گے اور سارا کام خراب ہو جائے گا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا دور بھی آنے والا ہے کہ کوئی آدمی گھر سے نکلے گا تو ایماندار ہوگا مگر جب شام کو واپس آئے گا تو ایمان سے خالی ہو چکا ہوگا، وہ باہر جا کر ایسے معاملہ میں پھنس جائے گا کہ اس کا عقیدہ خراب اور ایمان برباد ہو جائے گا، حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد تو آپ خطبہ میں بھی سنتے رہتے ہیں، یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنا وَيُمْسِي كَافِرا کوئی آدمی صبح کے وقت ایماندار ہوگا اور شام کو کافر بن چکا ہوگا، کافر بننے میں کوئی دیر لگتی ہے، کوئی مرزائی ہو جائے گا، مرتد، رافضی یا منکر قرآن بن جائے تو کافر ہو گیا، اسی طرح اگر کوئی شام کو مومن ہوگا تو صبح کافر ہوگا، کوئی غلط بات دل میں ڈال لی، کوئی غلط عقیدہ اپنا لیا تو کافر بن گیا اور ایمان سے خالی ہو گیا، فرمایا کہ اس طرح کے تغیر و تبدل ہوتے رہیں گے۔

حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ لوگو! تمہارے گھروں میں اس طرح فتنے اٹھیں گے جیسے تاریک رات کے ٹکڑے ہوں، جب رات چاندنی نہ ہو، بدل چھائے ہوں اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو اور روشنی کہیں نہ نظر آتی ہو تو اسی طریقہ سے گھروں میں فتنے اتریں گے اور پھیل جائیں گے، آپؐ نے فرمایا، لوگو! فتنے کے ان ٹکروں کے نازل ہونے سے پہلے پہلے نیک عمل کر لو، جب یہ فتنے واقع ہونا شروع ہو جائیں گے تو پھر کوئی اچھا عمل کرنے کی توفیق نہیں ملے گی۔

الغرض! حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جماعت سے الگ نہ ہو، اہل سنت والجماعت کا معیار بھی یہی ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، سلف صالحینؒ اور ان کی جماعت کے ساتھ ہی رہتے ہیں، فرمایا جماعت سے الگ نہ ہو ورنہ گمراہی پھیلے گی، فرقے اور پارٹیاں بنتی رہیں گی مگر تم جماعت سے الگ نہ ہونا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے، اہل سنت والجماعت کا یہی مطلب ہے کہ حضور علیہ السلام کی سنت اور صحابہؓ کی جماعت کا طریقہ اور ان کا عمل پکڑ لو، جو اس کو مضبوطی سے پکڑے گا وہی اہل سنت والجماعت ہوگا اور جو الگ ہوگا، گمراہ ہو جائے گا، آپؐ نے فرمایا کہ جماعت کو لازم پکڑ و اگر جنت کے بیچ میں جانا چاہتے ہو، شیطان اکیلے آدمی پر زیادہ اثر انداز ہوتا ہے، اکیلا آدمی مل جائے تو اس کو گمراہ کرنا آسان ہوتا ہے اور اگر دو آدمی اکھٹے ہوں یا جماعت ہو تو شیطان کو گمراہ کرنے کا موقع کم ملتا ہے، اگر الگ الگ ہو گئے تو شیطان گمراہ کر دے گا۔

نیکی اور برائی کا امتیاز

اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشادفرمایا لَایَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِأِمْرَاۃٍ کوئی بالغ مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا نہ ہو کیونکہ جب وہ دو ہوں گے تو تیسرا شیطان ہوگا جوان کو برائی پر آمادہ کرے گا، نسائی شریف کی روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ بھی ارشادفرمایا کہ من سرۂ حسنۃ جس شخص کو نیکی کی بات اچھی لگے اور نیکی میں ایمان، تقویٰ، اچھا اخلاق، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، عمرہ، تبلیغ اور تعلیم وغیرہ آتے ہیں، فرمایا جس کو نیکی کا کام اچھا لگے وَساء ہ سیئۃٌ اور بری بات بری لگے فھو مؤ منٌ تو وہ صاحبِ ایمان آدمی ہے، گویا اس میں ایمان کی علامت پائی جاتی ہے، سمجھ لینا چاہئے کہ وہ ایمان دار آدمی ہے۔

حُب اللہ اور حُب الرسولؐ

حضرت انسؓ کی روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند چیزوں کو آپس میں مربوط قرار دیا ہے، آپؐ نے فرمایا من احب اللّٰہ عزوجل فلیحبنی جو آدمی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ مجھ سے محبت رکھے، ظاہر ہے کہ ہر مومن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو حقیقی معنوں میں اپنا محبوب سمجھتا ہے، اپنا محسن، مربی، خالق اور مالک سمجھتا ہے، ہر ایمان دار آدمی کے دل میں کسی نہ کسی درجے میں اللہ کی محبت موجود ہوتی ہے، خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ۔۱۶۵) اور اہل ایمان سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی رکھتے ہیں، اس کے بعد اللہ کے رسول کی محبت کا درجہ ہے، اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ کہ جو اللہ سے محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ مجھ سے محبت کرے، حضور علیہ السلام کی محبت ہی اللہ کی محبت تک پہنچنے کا زینہ ہے، خود قرآن میں موجود ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران۔۳۱) اے پیغمبرؐ! آپ اعلان فرمادیں کہ لوگو! اگر اللہ سے محبت کے خواشمند ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم کا اپنا محبوب بنالے گا، گویا حضور علیہ السلام کی اتباع کر کے ہی خدا کی محبت تک پہنچا جا سکتا ہے اور آدمی خدا تعالیٰ کا محبوب بن سکتا ہے، اس طرح خدا تم کو اپنا محبوب بنالے گا اور تم خدا کے پیارے بن جاؤ گے، حضرت محمدؐ ہی خدا تک پہنچنے کا ذریعہ اور واسطہ ہیں، صرف یہی ایک دروازہ کھلا ہے، باقی سارے دروازے بند چکے ہیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو سن لے میں دنیا میں آ گیا ہوں اور میرا دور شروع ہو چکا ہے اور میں نے اپنا پیغام لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے اور پھر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے

فدخل الجهنم تو ایسا شخص جہنم میں جائے گا، اگر چہ وہ روزے رکھتا ہو، اعتکاف بیٹھتا ہو یا کسی کٹیا میں بیٹھ کر عبادت وریاضت کرتا ہو، وہ جنت میں نہیں جا سکتا بلکہ جہنم کا ایندھن ہی بنے گا، گویا کہ حضورؐ کے اتباع کے بغیر کامیابی کا کوئی راستہ نہیں ہے، اسی لئے فرمایا کہ جو اللہ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ مجھ سے محبت کرے۔

صحابہؓ کے ساتھ محبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ من احبنی فلیحب اصحابی یعنی جو شخص مجھ سے محبت کا دعویدار ہے اسے میرے صحابہ کرامؓ سے بھی محبت کرنی چاہیے کیونکہ میرا طور طریقہ اور سارا دین صحابہ کرامؓ کے ذریعے ہی دنیا میں پھیلا ہے، اللہ نے بھی قرآن میں فرمایا ہے لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (الحج۔۷۸) اللہ کا رسول تمہارا معلم ہے اور صحابہ کرامؓ باقی لوگوں کے معلم یعنی دین سکھلانے والے ہیں، صحابہ کرامؓ ہی دوسرے لوگوں کے پیشوا، مقتدا، مربی اور معلم ہیں، لہٰذا فرمایا کہ جو آدمی مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے صحابہؓ کے ساتھ بھی محبت کرے کیونکہ قرآن کی تعلیم اور دنیا میں اس کی اشاعت صحابہ کرامؓ کے واسطہ سے ہی ہوئی ہے۔

اشاعتِ قرآن

جنگ کے موقع پر حضور علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں اس طرح دعا کی اللهم مجری السحاب ومنزل الكتاب وهازم الاحزاب اهزمهم وانصرنا عليهم اے بادلوں کے چلا کر بارانِ رحمت نازل کرنے والے اللہ، اور کتاب یعنی قرآنِ پاک کو نازل کرنے والے اللہ، اور دشمن کے لشکروں کو شکست دینے والے اللہ، ہمارے دشمنوں کو شکست سے ہمکنار کر دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما اور ہمیں فتح نصیب فرما۔

اس دعا میں پہلے اللہ تعالیٰ کو بارانِ رحمت نازل کرنے والے کے لقب سے یاد کیا ہے، اور پھر قرآن کو نازل کرنے والے کے لفظ میں ساری حقیقت سمجھا دی ہے، اے پروردگار! ہمارا مقصد تیری اس کتاب کو دنیا میں جاری کرنا ہے، ہم کسی اقتدار، چوہدراہٹ یا مال ودولت کے خواہش مند نہیں بلکہ تیرے قرآن کے پروگرام کو دنیا میں رائج کرنا چاہتے ہیں، اصحاب کرامؓ کا یہی مقصد تھا کہ قرآن کے پروگرام کو دنیا میں غالب کر دیں، اس لئے آپؐ نے فرمایا من احب اصحابی فليحب القرآن جو شخص میرے صحابہ کرامؓ سے محبت کرتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ قرآن پاک سے بھی محبت کرے، صحابہؓ کی جماعت ہے اور قرآن ایک پروگرام ہے جسے وہ دنیا میں

جاری کرنا چاہتے ہیں۔

مساجد کے ساتھ محبت

آپؒ نے یہ بھی ارشاد فرمایا من احب القراٰن فلیحب المساجد یعنی جو آدمی قرآن پاک سے محبت کرتا ہے اسے اللہ کے گھروں مسجدوں سے بھی محبت ہونی چاہئے، مساجد میں اللہ کی عبادت کی جاتی ہے، اس کا نام لیا جاتا ہے، قرآن پڑھا جاتا ہے اور مسجد نیکی کا مرکز ہیں، مسلمانوں کی اجتماعیت یہیں سے ابھرتی ہے، جو شخص مسجد میں آئے گا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا اور مسجد کی تعمیر، صفائی اور اس کی ضروریات کی تکمیل میں حصہ لے گا، آپؒ نے فرمایا کہ مسجدوں میں آنے والے لوگوں کی ضروریات اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی صورت میں ازخود پورا کر دیتا ہے۔

الغرض! فرمایا کہ اللہ کی ذات سے محبت ہوگی تو اللہ کے رسول سے محبت ہوگی، اور رسول اللہ سے محبت ہوگی تو آپ کے صحابہ سے محبت ہوگی اور صحابہ سے محبت قرآن سے محبت کی مورد ہوگی اور قرآن سے محبت کی وجہ سے اللہ کے گھروں مسجدوں سے محبت ہوگی، اللہ کا گھر آباد ہو تو ہر مسلمان کو خوشی ہوتی ہے اور اگر ویرانی ہو تو سخت کوفت ہوتی ہے، بھارت میں بابری مسجد ویران ہوئی تو کسی مسلمان کے دل میں چین نہیں، بھارت کے بارہ کروڑ مسلمان خاص طور پر مضطرب ہیں کہ اللہ کریم! پانچ سو سال پہلے کا بنا ہوا تیرا گھر کافروں نے گرا دیا اور وہاں مورتیاں رکھ دیں، ادھر بوسنیا میں عیسائیوں نے مسلمانوں کی آٹھ سو مسجدیں جلا کر راکھ کر دیں، لاکھوں مسلمان جان سے مار دیے ہیں، بیت المقدس پر کافروں کا غلبہ ہے، یہ ساری کتنی تکلیف دہ باتیں ہیں، ہم تو ہر وقت دعائیں کرتے ہیں کہ مولا کریم! بیت المقدس کو کافروں کے تسلط سے آزاد فرما، کافر اور یہودی ظالم اور ناپاک ہیں، وہ تیرے گھر کی قدر نہیں کر سکتے، ادھر ہماری مجبوری ہے کہ ہمارے اندر اجتماعیت نہیں ہے، قوت نہیں ہے، ہماری سوچ کمزور ہے، ادھر کافروں کو عددی برتری بھی حاصل ہے، دنیا میں چار ارب سے زیادہ کافر ہیں جبکہ مسلمانوں کی آبادی بمشکل ایک ارب ہے، اب تو اللہ ہی مدد کرے تو مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو سکتا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت نظر نہیں آتی، لہٰذا ہم تو یہی کہتے ہیں کہ اللہ کے گھروں کو پاک صاف رکھو، ان میں جھگڑا فساد نہ کرو، پارٹی بازی کی باتیں نہ کرو، اللہ کی عبادت کرو، تعلیم و تبلیغ کا انتظام کرو، دھڑا بندی اور فرقہ پرستی سے اجتناب کرو، یہ سب باتیں آپس میں مربوط ہیں۔

صحابہ کرامؓ کا ازلی انتخاب

آپ نے حضور علیہ السلام کے صحابہ کے بارے میں یہ باتیں سنیں، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ

ازل میں جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قلوب کی طرف نگاہ اٹھائی اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ تو سب سے بہتر دل حضور علیہ السلام کا پایا، اس دل میں اللہ تعالیٰ کی اس قدر محبت اور عظمت تھی چنانچہ اللہ نے اس دل کو نزول قرآن کا مورد ٹھہرایا، جیسا کہ فرمان خداوندی ہے اِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (البقرۃ۔۹۷) جبریل علیہ السلام نے قرآن پاک اللہ کے حکم سے آپ کے قلب مبارک پر نازل کیا ہے، آپؐ کو نبوت بلکہ ختم نبوت کے ساتھ خاص کیا، آپ اللہ کے برگزیدہ رسول اور خاتم النبیین ہیں، پھر اللہ نے دوسرے لوگوں پر نگاہ ڈالی تو صحابہ کرامؓ کے قلوب کو سب سے بہتر پایا چنانچہ صحابہ کرامؓ کو حضور علیہ السلام کی رفاقت کے لئے منتخب فرمایا، اولٰئك اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کے دلوں کی گہرائی بہت زیادہ ہے اور نیکی میں بہت بڑھی ہوئی ہے، انہوں نے نبی کے اعضاء وجوارح بن کر دنیا میں دین کی خدمت کی۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی مثال ایسی ہے جیسے ابر آلود موسم میں چاند کے گرد ہالہ بن جاتا ہے، جس طرح ہالہ چاند کے ساتھ ہی متعلق ہوتا ہے، اسی طرح صحابہ کرامؓ بھی حضور علیہ السلام کے اردگرد آپکے ساتھی اور دین کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں۔

اسلام کی بنیاد: صحابہؓ اور اہل بیتؓ

امام حسنؓ کی روایت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا لِكُلِّ شَيْئٍ اَسَاسٌ یعنی ہر چیز کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد اصحاب رسولؐ اور اہل بیتؓ کی محبت ہے، اگر یہ بنیاد ٹھیک رہے گی تو اسلام کی عمارت ٹھیک رہے گی، اگر کوئی اصحاب رسولؐ اور اہل بیتؓ سے نفرت کرے گا تو اسلام کی عمارت ٹھیک نہیں رہے گی، اس میں آپؐ کی ازواج مطہراتؓ اور آپ کی اولاد اور باقی متعلقین بھی آجاتے ہیں۔

پل صرط پر ثابت قدمی

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اثبتکم علی الصراط اشد کم حباً لاهل بیتی و اصحابی یعنی پل صراط پر ثابت قدم رہنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کو آپؐ کے اہل بیتؓ اور صحابہ کرامؓ سے محبت ہوگی، پل صراط کی ہر طرف ٹیڑھے چمٹے لگے ہوں گے جو ہر گناہ گار کو اس کے گناہ کے مطابق پکڑیں گے، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پل صراط سے گزرنا بڑی اونچی گھاٹی کو عبور کرنا ہے، بعض لوگ بجلی کی تیزی سے پل صراط سے گزر جائیں گے، بعض تیز ہوا کی طرح اور بعض تیز گھوڑ سوار کی طرح، بعض

اونٹ سوار کی طرح پل صراط کو عبور کریں گے اور بعض پیدل چل کر اور بعض گرتے پڑتے ہوئے زخمی ہو کر پل صراط سے پار اتریں گے اور بعض ایسے بھی ہوں گے جو زخمی ہو کر نیچے گر جائیں گے۔

اصحاب محمدؐ کے متعلق مجموعی طور پر میں نے یہ باتیں آپ کے گوش گزار کی ہیں، اصحاب رسولؐ کے بارے میں اچھا عقیدہ رکھنا چاہیے اور ان کے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں ہونی چاہیے بلکہ ان کو اپنا پیشوا اور مقتدا سمجھنا چاہیے اور ان کی سیرت پر عمل کرنا چاہیے۔

دعائیہ کلمات

بعض حضرات نے بیماروں کے لیے صحت کی دعا کی درخواست کی ہے، لہٰذا سب حضرات دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام بیمار مسلمانوں کو ہر قسم کی جسمانی اور روحانی بیماریوں سے شفا بخشے، جو مسلمان وفات پا چکے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کی غلطیوں سے درگزر فرمائے، ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔

جو مسلمان پریشان ہیں، اللہ تعالیٰ سب کی دینی، دنیاوی، کاروباری پریشانیوں کو دور فرمائے، کاروبار میں برکت اور رزق حلال میں وسعت نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی سمجھ اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا الٰه الا انت استغفرك واتوب اليك ۔